عباداللہ فاروقی ایڈوکیٹ

# فاروقِ اعظمؓ کے اصولِ سیاست

○

خلفائے راشدین میں سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ انتہائی عروج کا زمانہ تھا۔ ان کی ذات سے جن اصولِ سیاست کا اختراع ہوا، ان میں سے اہم یہ آٹھ ہیں:

پہلا اصول جس پر آپ نے خلافت کی بنیاد استوار کرنی چاہی وہ یہ تھا کہ اعلیٰ قابلیت کے ایک گروہ کو اختیار دیا جائے کہ وہ اپنے حلقہ میں سے کسی ایک کو خلیفہ نامزد کرے اور ایسی ہستی کے انتخاب کی سعی کرے جس پر رائے عامہ کے اتفاق کی توقع کی جا سکتی ہو۔ یہ انتخاب خاندانی قرابت، نسل اور برادری کی بنیاد پر نہ ہو بلکہ اس میں قابلیتِ تقویٰ اور مقبولیتِ عامہ کو ملحوظ رکھا جائے۔ مثال کے طور پر آپ کی وفات سے پہلے جب لوگوں نے آپ کے صاحبزادے کو ولی عہد بنانے کے لیے آپ سے کہا تو آپ نے سختی سے انھیں رد کیا اور اس کے بجائے چھ بہترین آدمی نامزد کر دیے اور تجویز فرمائی کہ ان چھ میں سے کسی ایک کو میرے بعد خلیفہ بنایا جائے۔ مذکورہ چھ آدمیوں میں آپ کا صاحبزادہ شامل نہ تھا۔ البتہ مجلسِ مشاورت میں شمولیت کی اُسے اجازت دے دی گئی تھی۔ مگر یہ اجازت مشروط تھی کہ اسے نامزد نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے خلیفہ مقرر کرنے کے حسبِ ذیل طریقے رائج ہو چکے تھے:

ا۔ خلیفہ کا تقرر تصریح کیے بغیر امت کی صوابدید پر چھوڑ دیا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح فرمایا تھا اور اس ضمن میں آپ نے اشارات ضرور فرمائے مگر کسی کا نام تجویز نہیں کیا۔

ب۔ کسی فردِ واحد کو اپنی زندگی میں نامزد کر دینا، مگر جس کو نامزد کیا جائے اس نامزد کرنے والے کے خاندان سے نہ ہونا۔ اس پر خلیفۂ اول حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمل کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی زندگی میں نامزد فرمایا۔

مذکورہ بالا طریقوں کے بجائے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ کے تقرر کا مندرجہ ذیل طریقہ متعین فرمایا اور ایک فرد کے بجائے چند ممتاز افراد کو نامزد کر دیا کہ وہ اپنے میں سے کسی ایک کو منتخب کریں اور ساتھ ہی تصریح کر دی کہ جس شخص کو منتخب کیا جائے ضروری ہے کہ وہ پہلے خلیفہ کے خاندان میں سے نہ ہو۔

دوسرا اصول خلیفہ کو خود مختاری اور آزادیٔ مطلق کا حاصل نہ ہونا۔ یعنی امام اور خلیفہ اجرائے احکام اور انتظامِ امورِ سلطنت میں آزاد اور خود مختار نہ تھا بلکہ وہ کتاب و سنت کا پابند ہوتا تھا۔ یہ دوسرا اصول درحقیقت پہلے اصول کا نتیجہ ہے۔ بلکہ دونوں لازم ملزوم ہیں۔ خلافت راشدہ کے بعد پہلا اصول قائم نہ رہا اور سلطنت کا حق موروثی ہو گیا۔ اس واسطے دوسرا اصول بھی ٹوٹ گیا اور بادشاہ بغیر پابندیٔ قوانین شریعت و لحاظِ ضوابطِ امامت کے امور سرانجام دینے لگے۔

تیسرا اصول رعایا کا آزادی کی نعمت سے مالا مال ہونا۔ غیر شرعی قوانین کو لوگوں پر مسلط نہ کرنا اور شرعی احکام میں کسی قسم کی ترمیم سے باز رہنا، تیسرے اصول کا جزو لاینفک تھا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں سوائے احکامِ شریعت کی پابندی کے رعایا کو کسی قسم کی امام اور خلیفہ کی طرف سے پابندی نہ تھی اور خلیفہ کو کسی پر اگر کوئی اختیار تھا تو وہ شرعی احکام کی وجہ سے تھا۔ ذاتی معاملات میں خلیفہ خود مدّعی اور خود مدّعا علیہ ہوتا تھا اور کوئی عامل اور صوبہ اس اصول کی پابندی سے اپنے اختیارات کو ناجائز طور سے استعمال میں نہیں لا سکتا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئی امور مصلحتِ وقت کے پیشِ نظر جاری کیے لیکن جب لوگوں نے ان کی اباحت ثابت کر کے ان پر عمل پیرا ہونے سے انکار کیا تو خلیفۂ وقت نے سکوت اختیار کیا۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

ا۔ ایک مرتبہ آپ نے مہر کے زیادہ باندھنے کی ممانعت پر خطبہ پڑھا۔ اس پر ایک ضعیف عورت نے قنطار پڑھ کر کہا کہ جس چیز کو خدا جائز اور مباح کرے، تم کیونکر منع کرتے ہو۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سر تسلیم خم کر دیا۔

ب۔ اسی طرح خلیفۂ وقت اگر کسی کو شرعی جرم میں بغیر ضابطۂ معین کے ماخوذ کرتے تو مجرم عذر کر کے اپنے آپ کو بچا لیتا۔

نیز فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ باوجود اپنے زہد و ورع کے لوگوں کو مباحات سے منع نہ کرتے تھے۔

چنانچہ جب حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے شہر انطاکیہ کو فتح کیا تو اس شہر کی عمدہ آب وہوا اور اعلیٰ کھانے پینے کی چیزوں کو دیکھ کر فوج نے کچھ عرصہ وہاں قیام کرنے کا ارادہ کیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے حضرت عمرؓ کو خط لکھا اور حالات سے مطلع کیا۔ جواب میں حضرت عمرؓ نے لکھا کہ خدائے پاک نے ان چیزوں کو حرام نہیں کیا تم ایسا کیوں کرتے ہو؟

**چوتھا اصول شوریٰ** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ — جو کام پیش آئے اس میں صلاح مشورہ کرنا اور پھر جب عزم مصمم ہو جائے تو خدا پر بھروسہ کر کے اس کو شروع کرنا۔ (آل عمران)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی معمول رہا۔ وہ ہر کام میں اپنی کونسل سے صلاح ومشورہ کرتے اور پھر اس مشورے کو میزانِ عقل میں تولتے اور بعدہٗ ایک رائے پر نہایت ہی استقلال سے قائم ہو جاتے۔

**پانچواں اصول** اس اصول کے مطابق خلیفہ ملک کی آمدنی سے حق معین کو اپنے صرف میں لاسکتا ہے اس پر کسی کو اعتراض کرنے کا حق نہ تھا۔ حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت میں ملک کی آمدنی خواہ وہ جزیہ کی ہوتی یا خراج کی یا عشر کی وہ سب بیت المال میں جمع ہوتی۔ خلیفہ اپنی تنخواہ اس میں سے لیتا تھا۔ ابتدائی عہدِ خلافت میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صرف کپڑا اور خوراک ملتی تھی۔ جب آمدنی زیادہ ہوئی تب دو ہزار پانچ سو درم ملنے لگے۔ حضرت عمرؓ بھی اپنی ذات کے واسطے اسی قدر لیتے جس قدر وہ مہاجرین اور انصار کو دیتے۔ خزانہ سے نہ صرف سپاہیوں اور مہاجرین وانصار کو مشاہرہ مقرر دیا جاتا، بلکہ فقراء ومساکین کو آذوقہ کافی ملتا تھا۔

**چھٹا اصول** لشکر کشی کرتے وقت امورِ مفصلہ ذیل کا خاص خیال رکھنا۔

۱۔ عورت، بچہ اور ضعیف آدمی کو قتل نہ کیا جائے۔

۲۔ کسی کا کان اور ناک نہ کاٹا جائے۔

۳۔ عبادت خانوں کو مسمار نہ کیا جائے۔

۴۔ عبادت گذار لوگوں کو ایذا نہ پہنچائی جائے۔

۵۔ کوئی پھلدار درخت نہ کاٹا جائے اور نہ کوئی کھیت جلایا جائے۔

۶۔ کوئی عمارت اور آبادی ویران نہ کی جائے۔

۷۔ کسی جانور بکری، اونٹ وغیرہ کی کونچیں نہ کاٹی جائیں۔

۸۔ کوئی کام بغیر مشورہ کے نہ ہو۔

۹۔ انصاف کو ملحوظ رکھا جائے، کسی پر ظلم نہ ہو۔

۱۰۔ جو عہد و پیمان غیر مسلموں سے کیا جائے اسے وفا کیا جائے۔

۱۱۔ جو لوگ اطاعت قبول کریں اور جزیہ دیں ان کی جان و مال کو مسلمانوں کے جان و مال کے برابر سمجھا جائے اور جملہ معاملات میں ان کے حقوق مثل مسلمانوں کے حقوق کے تصور کیے جائیں۔

۱۲۔ جہاد کرنے سے پہلے غیر مسلمانوں کو دعوتِ اسلام پیش کی جائے۔

**ساتواں اصول** امور ریاست اور انتظام سلطنت کے عمدہ انصرام کے لیے دیانتدار اور لائق عہدہ داروں اور اہل کاروں کو منتخب کرنا۔

جس عامل کو حضرت عمرؓ مقرر کرتے اس کو احکام ذیل سنا کر ان کے تعمیل کی تاکید کرتے:

(۱) درِ عدالت کو ہمیشہ کھلا رکھنا۔ چوبدار حاجب یا دربان نہ رکھنا۔ نیز کسی مستغیث کو آنے سے نہ روکنا۔

(۲) مدعی سے گواہِ عادل اور منکر سے قسم لے کر استغاثہ کا فیصلہ کرنا۔ جس شخص پر حد شرعی جاری نہ ہوئی ہو یا جھوٹی شہادت میں مشہور نہ ہو وہ عادل سمجھا جائے گا۔

(۳) مقدمات کا جلد فیصلہ کرنا۔

(۴) باہم مصالحہ اور رضامندی کو منظور کرنا بشرطیکہ اس سے تحلیل حرام اور تحریم حلال نہ ہو۔

(۵) متخاصمین پر سختی اور درشتی نہ کرنا

(۶) رعب قائم رکھنا۔

(۷) ہمیشہ عدل کرنا اور حق بحقدار پہنچانا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلوں میں اکثر نرمی اور رحم شامل ہوتا تھا۔ عدل اور انصاف کے تقاضے پورے کرتے وقت وہ مسلمان اور کافر میں کوئی امتیاز نہ رکھتے تھے۔ اکثر بجائے جسمانی تعزیر کے مالی

تعزیر کا حکم کرتے تھے۔ چنانچہ عبدالرحمن ابن حاطب سے منقول ہے کہ ایک شخص نے ایک کا ناقہ چرایا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہاتھ کاٹنے کی تجویز کی لیکن بعد میں ناقہ کی قیمت دریافت کر کے اس کی دُگنی قیمت بطور جرمانہ مدعی کو دلائی اور مجرم کو رہا کر دیا۔

**آٹھواں اصول** امورِ مملکت کے انتظام کے لیے ضوابط و قواعد کا جاری کرنا اور وقتاً فوقتاً موقع اور مصلحت دیکھ کر اس کی اصلاح اور ترمیم کرنا۔ بشرطیکہ کوئی نصِّ صریح اس کی حرمت پر موجود نہ ہو۔

## کتابیات:


تاریخ یافعی۔ طبری۔
تاریخ الخلفاء سیوطی۔ احیاء العلوم امام غزالیؒ۔
ازالۃ الخفاء مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ تاریخ اسلام مصنفہ اکبر شاہ نجیب آبادی۔



# کتاب الوسیلة

تالیف: امام ابن تیمیہؒ

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی معرکۃ آراء تصنیف جس نے لاتعداد بھٹکے ہوئے لوگوں کے لیے راہنمائی اور راہبری کا کام دیا۔ وہ کتاب جس کے اب تک دنیا کی متعدد زبانوں میں تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ برصغیر میں جس کی پہلی اشاعت پر غلغلہ مچ گیا اور نام نہاد پیروں اور دین فروشوں کے سنگھاسن ڈولنے لگے۔ حقائق و معارف کا دلچسپ مرقع۔ نئے پیرہن، نئے اسلوب اور اعلیٰ طباعت و کتابت کے ساتھ۔ سائز ۲۰×۲۶/۸ صفحات ۲۶۰۔ سفید کاغذ۔ مضبوط جلد۔ خوبصورت گردپوش۔ قیمت ۵۰/۔

ادارہ ترجمان السنہ ۷۔ ایبک روڈ۔ انارکلی۔ لاہور